حافظ منظور احسن ایم اے لیکچرار زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ کی عملی تدابیر

نفاذِ شریعت کا ایک اور نقطۂ نظر ——— تدریج

پاکستان میں اسلامی قانون کا اجراء آجکل ہماری گفتگو کا ایک اہم موضوع ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کا جائزہ لیا جائے اور ملک میں اسلامی قانون جاری کرنے کے لیے جن ذرائع و تدابیر کا اختیار کرنا ضروری ہو انہیں عملی جامہ پہنایا جائے؟

اسلامی قانون کے اجراء کے متعلق بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات پائی جاتی ہے، کہ نظامِ حکومت کے تغیر کا اعلان ہوتے ہی پچھلے تمام قوانین یک لخت منسوخ ہو جائیں گے اور اسلامی قانون بیک وقت نافذ ہو جائے گا! لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ملک کے قانون کا اس کے اخلاقی معاشرتی معاشی اور سیاسی نظام کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے، جب تک کسی ملک کا نظامِ زندگی اپنے تمام شعبوں کے ساتھ نہ لائے اس کے قانونی نظام کا بدل جانا ممکن نہیں، خاص کر اس حالت میں کہ انگریزی تسلط نے ہماری زندگی کے تمام پورے نظام کو اسلامی اصولوں سے ہٹا کر غیر اسلامی اصولوں پر چلایا اور اب اسے پھر بدل کر دوسری بنیادوں پر لانا کسی قدر محنت طلب ہے؟

اگر فی الواقع ہم نے اسلامی قوانین کے نفاذ کو کامیاب بنانا ہے تو ہمیں اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کرنا ہوگی کہ اجتماعی زندگی میں جسقدر تغیرات ہوتے ہیں بتدریج پہلو نمایاں ہوتا ہے! انقلاب جتنا اچانک ہوگا اتنا ہی ناپائیدار ہوگا؟ ایک مستحکم اور پائیدار کیسے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے ہر پہلو میں کامیاب طریقے سے بڑھے تاکہ اس کا یہ گوشہ دوسرے گوشہ کا سہارا بن سکے؟

عہد نبوی کی مثال

وہ انقلاب جو سرزمین عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برپا کیا وہ آناً فاناً نہیں ہوا بلکہ اس عظیم مقصد کے لیے آپ نے معاشرے کو تیار کیا! اس کی تیاری کے ساتھ ساتھ جاہلیت کے سابقہ طریقوں اور رواجوں کو بدل کر نئے اسلامی طریقے اور قاعدے جاری کیے، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اسلام کے بنیادی تصورات اور اخلاقی اصولوں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا رفتہ رفتہ لوگ اس دعوت کو قبول کرنے لگے۔ انہیں تربیت دے کر ایک ایسا مصلح گروہ تیار کیا جن کا

ذہن و فکر اور عمل خالص اسلامی تھا جب یہ کام ایک حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ نے دوسرا قدم اٹھایا کہ آپ نے مدینے میں ایک ایسی حکومت قائم کی جو خالص اسلامی نظریے پر مبنی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ زندگی کے تمام شعبوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالا جائے لیکن یہ سب کام ایک اسکیم اور ترتیب کے ساتھ آگے بڑھا۔ چنانچہ وراثت کا قانون ۳ھ میں نافذ ہوا۔ نکاح اور طلاق کے قوانین رفتہ رفتہ ۸ھ میں جا کر مکمل ہوئے۔ فوجداری قوانین ایک ایک کر کے کئی سال تک نافذ کیے جاتے رہے یہاں تک کہ ان کی تکمیل ۸ھ میں ہوئی، شراب کی بندش بھی بیک وقت نہیں ہوئی۔ اسی طرح جب ملک کا پورا معاشی نظام نئے سانچوں میں ڈھال لیا گیا تب ۹ھ ہجری میں سود کی قطعی حرمت کا قانون نافذ ہوا۔

انگریزی دور کی مثال

جب برصغیر پاک و ہند میں انگریزی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے یک لخت یہاں کا نظام نہیں بدل ڈالا ان کی حکومت سے پہلے چھ سات سو برس سے یہاں کا پورا نظام زندگی اسلامی فقہ پر چل رہا تھا اتنے پرانے نظام کو ختم کرنا اور اس کی جگہ پر ایک نئے نظام زندگی کو کھڑا کرنا ایک دن کا کام نہیں تھا۔ تاریخ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انگریزوں کا اقتدار قائم ہونے کے بعد بھی ایک مدت تک اسلامی فقہ رائج رہی۔ عدالتوں میں قاضی ہی فیصلے کرتے تھے انگریزوں کو یہاں کا قانونی نظام بدلتے بدلتے ایک صدی لگ گئی۔ انہوں نے یہاں کا نظام بدل کر پہلے اپنے مطلب کے آدمی پیدا کیے۔ اپنے خیالات کی اشاعت کیے ذہنوں کو بدلا اپنے اقتدار کے اثر سے لوگوں کے اخلاق تبدیل کیے آج ہم بھی وطن عزیز میں اسلامی قانون رائج کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے لیے بھی انگریزی حکومت کے صد سالہ نقوش کو کھرچنا اور نئے نقوش قائم کرنا محض اسلامی نظام کے نفاذ کے اعلان سے ممکن نہ ہو گا بلکہ اس عظیم مقصد کے لیے ایک طویل جدوجہد کا آغاز کرنا ہو گا۔ ہمارا پرانا نظام تعلیم زندگی اور اس کے عملی مسائل سے ایک مدت دراز تک بے تعلق رہنے کی وجہ سے اس قدر بے جان ہو چکا ہے کہ اس کے فارغ التحصیل میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو ایک جدید ترقی یافتہ ریاست کے جج اور مجسٹریٹ بن سکیں۔ دوسری طرف موجودہ نظام تعلیم نے جو لوگ پیدا کیے وہ اسلام اور اس کے قوانین سے بالکل ناآشنا ہیں پھر ان میں بھی بہت کم ایسے لوگ ہیں جن کی ذہنیت اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے محفوظ رہی ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ سوا ڈیڑھ سو سال معطل رہنے کی وجہ سے ہمارا قانونی ذخیرہ بھی رفتار زمانہ سے کافی پیچھے رہ گیا ہے اور اسے موجودہ دور کی عدالتی ضرورتوں کے مطابق کافی وقت چاہیے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک مدت تک اسلامی اثر سے آزاد اور انگریزی حکومت کے تابع رہنے کی وجہ سے ہمارے اخلاق تمدن معاشرت معیشت اور سیاست کا نقشہ اسلامی نقشے سے بہت حد تک مختلف ہو چکا ہے۔ لہٰذا اسلامی انقلاب کو کامیاب بنانے کے

لیے ہمیں زندگی کے ان تمام گوشوں کو اسلامی ضابطوں سے روشناس کرانا ہوگا۔

صدر اول میں جو اسلامی انقلاب ہوا اس کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں آدمی تیار کیے۔ تعلیم و تبلیغ کے ذریعے ان کے خیالات بدلے۔ حکومت کے پورے نظم و نسق کو معاشرے کی اصلاح کے لیے استعمال کیا۔ ماضی قریب میں انگریزوں نے جب ہمارے نظام زندگی بدلا تو انہوں نے بھی کار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دی جو اس تغیر کے خواہش مند تھے اور اس لیے کام کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد اور نقشے کو پیش نظر رکھ کر پیہم اس تغیر کے لیے کام کیا۔ اس طرح پاکستان میں تعمیر حیات اسلامی کے لیے ضروری ہے کہ جمہوری انتخاب کے ذریعے اس ریاست کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں منتقل کی جائے جو اسلام کو جانتے بھی ہوں اور اس کے مطابق اپنی زندگی ڈھالنا بھی چاہتے ہوں۔ پھر اس کے بعد اجتماعی زندگی کے مختلف پہلوؤں کی ہمہ گیر اصلاح کا ایک منصوبہ بنایا جائے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے تمام ذرائع و وسائل استعمال کیے جائیں۔ تعلیم کا نظام بدلا جائے۔ ریڈیو، سینما اور پریس کی تمام طاقتیں لوگوں کے خیالات بدلنے کے لیے صرف کی جائیں۔

اجرائے قانون اسلامی کے لیے تعمیری کام

ملک کے قانونی نظام کو بدلنے اور اسلام کے قوانین جاری کرنے کے لیے تقریباً ہر شعبہ زندگی میں بہت سے تعمیری کام کرنے پڑیں گے کیونکہ مدت ہائے مدت کے تعطل اور غیر ملکی تسلط نے ہمارے تمدن کے ہر گوشے کو بری طرح مسخ کر رکھا ہے۔

۱۔ **مجلس قانونی کا قیام!** پچھلی صدیوں میں دنیا کے ایک بڑے حصے پر مسلمانوں نے جس قدر سلطنتیں قائم کیں ان سب کا قانون فقہ اسلامی پر تھا۔ ان کا تمدن نہایت اعلیٰ درجے کا تھا ان کے وسیع تمدن کی ساری ضرورتوں پر فقہاء نے اسلامی قانون کو منطبق کیا۔ یہی فقہاء ان اسلامی سلطنتوں میں جج مجسٹریٹ اور چیف جسٹس ہوتے تھے۔ ان کے فیصلوں سے نظائر کا ایک بہت بڑا ذخیرہ فراہم ہو گیا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء اور قانون دان اشخاص کا ایک ایسا بابصیرت گروہ ان بزرگوں کے چھوڑے ہوئے ذخیرے کا جائزہ لینے کے لیے مامور کیا جائے جو ان سے کارآمد حصے کو قانونی کتب کے طور پر مرتب کرے۔ تاکہ ان سے کما حقہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اسی طرح علم قانون میں جو کام ہمارے اسلاف کر چکے ہیں ان کی ضروری کتب کو جو فقہ اسلامی کے لیے ناگزیر ہیں انہیں اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ ساتھ ہی احکام القرآن پر مفید کتب کو اردو میں منتقل کرنا ضروری ہے دوسرا ہمارے ہاں قیمتی ذخیرہ کتب احادیث کی ہے انکی شرحوں میں احکام کے علاوہ نظائر اور تشریحی بیان کا بھی بہترین مواد ہے اس کے بعد فقہ میں ان بڑی بڑی کتابوں کو بھی اردو کا جامہ پہنانا ہوگا جو اس علم میں امہات کتب کا درجہ رکھتی ہیں۔ پھر ہمیں

اصول قانون اور حکمت تشریع کی بھی بعض کتب کو اردو میں ترجمہ کرنا ہوگا تاکہ انکی مدد سے ہمارے قانون دان طبقے میں اسلامی فقہ کا صحیح تصور اور اس کی روح سے گہری واقفیت پیدا ہو۔ ان کتابوں کے متعلق بس اتنا کرنا ہی کافی نہیں کہ ان کے ترجمے اور اردو زبان کا لبادہ اوڑھا دیا جائے بلکہ ان کے مضامین کو موجودہ زمانے کی قانونی کتب کی طرز پر از سر نو مرتب کرنا ہوگا۔ نئے نئے عنوانات قائم کرانے ہونگے۔ مسائل کو ایک عنوان کے تحت لانا ہوگا فہرستیں بنانا پڑیں گی۔ اس محنت کے بغیر یہ کتابیں آج کی ضروریات کیلئے کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی ہیں قدیم زمانے کا طرز تدوین کچھ اور تھا اور اس زمانے میں قانونی مسائل کے لیے اتنے مختلف عنوانات بھی پیدا نہیں ہوئے تھے جتنے آج پیدا ہوتے ہیں مثلاً فوجداری قانون کیلئے ان کے ہاں الگ عنوان نہیں تھا۔ بلکہ اس کے مسائل دیات جنایات اور حدود کے مختلف عنوانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ مالیات اور معاشیات وغیرہ کے نام ان کے ہاں نہ تھے لیکن اس طرح کے تمام مسائل کو کتاب البیوع و کتاب الصرف اور کتاب المضاربۃ اور کتاب المضاربۃ میں شامل کر دیا گیا اگر ان کتب کو جوں کا توں اردو میں نقل کر دیا جائے تو ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانا مشکل ہوگا ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل علم جو قانون پر گہری نظر رکھتے ہوں اس پر کام کریں۔ انکی قدیم ترتیب بدل کر انکے مفید مواد کو جدید طرز پر مرتب کریں

۲۔ تدوین احکام: دوسرا اس سلسلے میں ضروری کام یہ ہے کہ علماء اور ماہرین قانون کی ایک ایسی مجلس قائم کی جائے جو اسلام کے قانونی احکام کو دور جدید کی کتب کے طرز پر مدون کریں۔ قانون صرف چار چیزوں کا نام ہے۔ کوئی حکم جو قرآن کریم دے۔ کسی قرآنی حکم کی تشریح و تفصیل یا کوئی مستقل حکم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کوئی استنباط قیاس یا اجتہاد جس پر امت کا یا جمہور علماء کا ایسا فتویٰ جسے سارے مسلمانوں کی عظیم اکثریت تسلیم کرتی ہو۔ اس قبیل کا ایسا امر جس پر ہمارے ملک کے اہل حل و عقد کا جمہوری فیصلہ ہو جائے۔ پہلے تین قسم کے احکام کو ماہرین کی یہ جماعت ایک مجلہ احکام کی شکل میں مرتب کرے۔ پھر جو قوانین آئندہ اجماعی اور جمہوری فیصلے بنتے جائیں اس کا اضافہ کتاب آئین میں کیا جاتا رہے۔ اگر اس قسم کا مجلہ احکام بن جائے گا۔ اس سے عدالتوں میں اسلامی قانون کی تنفیذ اور کالجوں میں اس کی تعلیم آسان ہو جائے گی۔

۳۔ قانونی تعلیم کی اصلاح: تیسرا ضروری کام یہ ہے کہ ہم اپنے ہاں قانون کا سابقہ طریقہ بدل دیں۔ اپنے کالجوں کے نصاب اور طریق تربیت میں ایسی اصلاحات کریں جس سے ہمارے طلبہ قانون کی تنفیذ کیلئے علمی اور اخلاقی دونوں حیثیتوں سے تیار ہوں۔

اس وقت جو تعلیم ہماری قانونی درسگاہوں میں دی جاتی ہے وہ ہمارے نقطہ نظر سے بالکل ناکارہ ہے اس لیے فارغ ہو کر نکلنے والے صرف یہی نہیں کہ اسلامی قانون کے علم سے کورے نکلتے ہیں بلکہ ان کی ذہنیت بھی غیر اسلامی افکار کے سانچے میں ڈھلی ہوتی ہے اور ان کے اندر اخلاقی صفات بھی ویسی ہی پیدا ہو جاتی ہیں جو مغربی قوانین کے اجراء کے لیے موزوں

ہوتی ہیں مگر اسلامی قانون کو نافذ کرنے کے لیے قطعاً غیر موزوں ہوتی ہیں اس صورت کو جب تک نہیں بدلا جاتا اور اپنی درسگاہوں میں معیاری فقیہہ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کریں گے ہمیں وہ آدمی فراہم نہیں ہو سکیں گے جو ساری عدالتوں میں قاضی اور مفتی کے فرائض سرانجام دے سکیں اس مقصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ لا کالجوں میں داخلہ کیلئے عربی زبان کی اتنی واقفیت ضرور لازمی قرار دی جائے جس سے قرآن حدیث اور فقہ سے استفادہ ممکن ہو۔

۴۔ اسلامی قانون میں رسوخیت کیلئے بعض مضامین کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ دور جدید کے اصول قانون کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ نیز طلبہ میں فقہ کا پورا فہم پیدا کرنے کے لیے تمام مکاتب فکر کی فقہی کوششوں کا غیر متعصبانہ مطالعہ نہایت ضروری ہے فقہائے اسلام کے جمع کیے ہوئے ذخیرے پر وسیع نظر رکھے بغیر ہم پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

تعلیم کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے لا ر کالجوں کے طلبہ میں اخلاقی تربیت کا خاص انتظام کرنا ہے تاکہ ان دانش گاہوں سے بلند کردار قاضی اور مفتی پیدا ہو سکیں جن کی راست بازی اور عدل و انصاف پر پورا پورا اعتماد کیا جا سکے جن کی دیانت شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ کوئی لالچ کوئی خوف اور ذاتی دلچسپی اور کسی کی محبت و نفرت انہیں صحیح فیصلہ کرنے سے روک نہ سکے۔

۵۔ عدالتی نظام کی اصلاح: اسلامی قانون کے اجراء کی خاطر زمین ہموار کرنے کے لیے اپنے عدالتی نظام میں بھی بہت کچھ تبدیلیاں کرنا ہوں گی۔ اولین اصلاح طلب معاملہ پیشہ وکالت ہے جو موجودہ عدالتی نظام کی بدترین خرابیوں میں سے ایک ہے اسلام کے مزاج سے اس پیشے کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ ظاہری اعتبار سے وکیل کا کام یہ ہے کہ وہ عدالت کے قانون کو سمجھے اور مقدمہ زیر سماعت کے حالات پر اسے منطبق کرے۔ اصولاً یہ ضرورت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن اس ضرورت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو صورت طریقہ وکالت کی شکل میں اختیار کی گئی ہے وہ کہاں تک درست ہے۔ عموماً ہوتا یوں ہے کہ ایک وکیل قانونی مہارت حاصل کرکے بازار میں بیٹھ جاتا ہے اور تیار رہتا ہے کہ جو شخص اس کے دماغ کی فیس ادا کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے وہ اس کے حق میں قانونی نکات سوچنا شروع کر دیتا ہے اسے اس بحث سے کوئی غرض نہیں کہ اس کا موکل حق پر ہے یا باطل پر۔ اپنا حق لینا چاہتا ہے یا دوسروں کا حق دبانا چاہتا ہے۔ اسے اس سے بھی کوئی دلچسپی نہیں کہ قانون کا منشا کیا ہے، وہ صرف یہ دیکھتا ہے کہ اس شخص نے فیس ادا کی ہے اور میرا کام اس کی حمایت کرنا ہے وہ مقدمہ کو قانون کے مطابق بناتا ہے۔ کمزور پہلوؤں کو چھپاتا ہے اور موافق پہلوؤں کو ابھارتا ہے۔ حقیقت اس پیشہ وکالت نے ہمارے نظام عدل و انصاف کو بہت نقصان پہنچایا اس نے قانون کی پیروی کی بجائے اس کی خلاف ورزی کو وسعت دی پچھلی کس بارہ صدیوں میں مسلمانوں نے آدھی سے زیادہ دنیا پر حکومت کی اس طویل دور میں کہیں بھی اس پیشہ قانونی کی موجودہ صورت نظر نہیں آئی رہا یہ سوال کہ اگر لوگ مقدمہ کو ضابطہ کے مطابق عدالتوں کے سامنے

پیش کرنے والے نہیں ہونگے تو اس سے اہل مقدمہ کو بہت دشواریاں پیش آئیں گی۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہم مختاری کے پرانے طریقہ کو زندہ کریں جو ہماری عدالتوں میں پہلے سے رائج تھا۔ ہمارے لاء کالجوں میں ایسی ضمنی کلاسوں کا انتظام ہونا چاہیے جن میں متوسط درجہ کے تعلیم یافتہ کو ضابطہ قانون پڑھایا جائے اور عملاً عدالتی طریق کار سے آگاہ کیا جائے۔ ان لوگوں کا محض کام یہ ہوگا کہ مقدمہ کو ضابطہ کی صورت میں تیار کرکے عدالت میں پیش کریں اور مختلف مراحل میں اہل مقدمات کو عدالتی طریق کار سے آگاہ کریں اگر یہ لوگ فیس لے کر پریکٹس کریں گے تو اس سے وہ خرابیاں پیدا نہیں ہونگی جو پیشہ وکالت میں ظاہر ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری عدالتیں اسلامی معیار پر قائم ہوں اور ان سے انصاف حاصل کرنا ایک تجارتی کاروبار نہیں بلکہ ایک عبادت اور بلا معاوضہ خدمت ہے۔

وہ بعدِ مرگ لحد میں ہمیں اتار آئے

(عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیر کوٹلوی)

رہِ وفا میں مراحل تو بے شمار آئے
وفا شعار بہر گام کامگار آئے

کوئی نہ کام زمانے میں کیجیے ایسا
یقین دل کو نہ آنکھوں کو اعتبار آئے

جنہیں خبر تھی شہادت کا مرتبہ کیا ہے
گزر کے دیر و حرم سے وہ سوئے دار آئے

کہاں کہاں دلِ بے تاب لے گیا ان کو
کہاں کہاں ترے شیدا تجھے پکار آئے

کہاں گئے ہیں خدا جانے قیصر و فغفور
نہ جانے کتنے یہاں ایسے تاجدار آئے

وہ روز و شب ہمیں یاد آ رہے ہیں روز و شب
جو روز و شب کہ مدینے میں ہم گزار آئے

فسردہ کلیاں ہوں، گل زرد، سرنگوں غنچے
چمن میں ایسی نہ یارب کبھی بہار آئے

ہے جس کے سامنے یوم حساب کا منظر
مرے کریم اسے کس طرح قرار آئے

جو زندگی میں بٹھاتے تھے اپنی آنکھوں پر
وہ بعدِ مرگ لحد میں ہمیں اتار آئے

ہے غم یہی کہ کبھی غم تھا اور دلِ غمگین
رہا نہ غم کوئی جس دم تو غمگسار آئے

فضائے گلشنِ عالم ہے غم فضا عاجزؔ
جو آئے گلشنِ عالم میں اشکبار آئے